بسم اللہ الرحمن الرحیم

۱۷.۳۷
سلسلہ ۹

حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ ﷺ کی کامل پیروی

طبیعت پر شریعت، رسم و رواج اور خواہشات پر اسوہ نبوی اور تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی ترجیح

سید ابو الحسن علی ندوی صاحب

جمعۃ الوداع کی تقریر جو ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ کو مسجد حضرت سید شاہ عالم اللہ رائے بریلی میں کی گئی اس تقریر کو محمود حسن حسنی ندوی نے ٹیپ ریکارڈر سے نقل کیا جو حضرت مولانا مدظلہ کی نظر ثانی کی بعد شائع کی جارہی ہے۔

الحمد للہ الذي کفٰي و سلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰي اما بعد!

میرے عزیز بھائیو، دوستو اور بزرگو! سب سے پہلے ہم آپ کو اس بات کی مبارک باد دیتے ہیں کہ اللہ تبارک تعالی نے رمضان المبارک کا یہ مہینہ نصیب فرمایا اور ہم کو، آپ کو اس وقت تک زندہ رکھا کہ ہماری زندگی میں ایک بار پھر یہ مبارک مہینہ آگیا، آپ یاد کیجئے ان لوگوں کو جو رمضان سے پہلے دنیا سے چلے گئے، یہ اللہ تبارک تعالٰی کا بہت بڑا انعام ہوا، اور اس کے بعد پھر یہ کہ آج جمعۃ الوداع (جو اس مہینہ کا بظاہر آخری جمعہ معلوم ہوتا ہے) اللہ نصیب فرما رہا ہے، اور اس کے بعد انشاء اللہ عید کا مبارک دن بھی آئے گا، ہم اور آپ اللہ کا شکر ادا کریں گے روزے کی توفیق پر اور اللہ کی نعمتوں پر۔

اس وقت دور دور سے بھائی جمعہ ادا کرنے آئے ہیں۔ مختلف ذہن کے، مختلف

www.abulhasanalinadwi.org

حالات کے ، مختلف طبیعتوں کے ، مختلف ماحول کے ، اور مختلف مجبوریوں اور دشواریوں کے ، اس وقت ایسی بات کہنا ضروری معلوم ہوتی ہے کہ جو ساری عمر کام آئے ، ہر جگہ کام آئے اور ہر ایک کے کام آئے ، اور یہ اللہ کی توفیق پر منحصر ہے اور یہ بات اس لئے ممکن ہے کہ اللہ کے رسول نے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ، اور انسان کی نجات پانے کے لئے ، اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ، اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے ، یہاں بھی اللہ کے فضل اور اس کے انعام کے مستحق بننے کے لئے اور اٹھائے جانے ، آنکھ بند ہونے کے بعد بھی ، اللہ کی نعمتوں کو پانے کے لئے اور جنت میں جانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی ، آپ کا کلام ، آپ کے ارشادات ایسے ہیں کہ ان میں ایک ایک ارشاد ایسا ہے کہ اگر اللہ ہمیں توفیق دے ، اور ہماری قسمت اچھی ہو اور اللہ کو منظور ہو تو ساری عمر کے لئے کافی ہے اور تمام حالات کے لئے کافی ہے۔

کوئی ہم سے فرمائش کرے کہ کوئی بات ایسی کہہ دیجئے کہ ہم اس کو پکڑ لیں ، ہم اس کو دل پر لکھ لیں ، پلو میں باندھ لیں اور پھر ہم اس کی روشنی میں ، اسی کے سایہ میں پوری زندگی گذاردیں اور ہر بات کے لئے ہمیں بار بار پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے ، مسئلہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے ، راستہ پوچھنے کی ضرورت پڑتی ہے اور بہت سی چیزیں ، لیکن اللہ کی رضا حاصل کرنے اور جیسی زندگی وہ چاہتا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس زندگی گذارنے کا طریقہ بتلانے کے لئے دنیا میں تشریف لائے تھے ، اس کے لئے بار بار پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے ، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

”یاَیّھا الرّسول بلّغ مآانزل الیك من ربّك و ان لم تفعل فما بلّغت رسالته“

(سورہ المائدۃ)

ترجمہ :- اے اللہ کے نبی جو کچھ آپ پر اتارا گیا ہے سب پہونچا دیجئے اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو رسالت اور نبوّت کا حق نہیں ادا ہوا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی آپ کے ارشادات تو بہت

www.abulhasanalinadwi.org

ہیں، اور صحابہ اکرامؓ جن سے بڑھ کر کوئی قدر داں نہیں ہوسکتا، عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہو سکتا، شمع کے پروانے کیا چیز ہیں، وہ شمع رسالت کے لئے پروانوں سے بڑھ کر پروانے تھے، ان کو دین کی باتوں سے سیری نہیں ہوتی تھی، لیکن کسی صحابی نے ایک مرتبہ عرض کیا، یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم آپ کوئی ایسی بات بتا دیجئے جس کو میں پکڑ لوں دامن میں باندھ لوں، دین کی باتیں بہت ہو گئی ہیں، احکام و مسائل بہت ہیں، اور پورا اللہ کا کلام ہی ہے، قرآن مجید ہے، لیکن کوئی ایسی بات بتادیجئے جسے میں اپنا دستور العمل بنا لوں اور ہمارے لئے کافی ہو جائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: قل ربي الله ثم استقم (ایک مرتبہ دل سے کہہ دو میرا پرور دگار اللہ ہے، پھر اس پر جم جاؤ)

اب اس وقت میں آپ کو ایک حدیث سناؤں گا، اگر آپ اس کو اپنے ساتھ لے گئے، یہاں چھوڑ نہیں گئے، یہ پختہ ارادہ کرکے گئے کہ اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو یہ زندگی بھر کے لئے کافی ہے اور وہ حدیث ایسی ہے جو چونکا دینے والی ہے، وہ پوری زندگی کا دستور العمل اور مکمل ہدایت نامہ ہے، اور دین و دنیا کی کامیابی کی ضامن ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا یومن احد کم حتٰی یکون ہواہ تبعاً لما جئت بہ۔"

(تم میں سے کوئی شخص صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات اس کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر تواضع دنیا میں کسی کے اندر ہو ہی نہیں سکتی، لیکن اس موقعہ پر آپ نے جو لفظ استعمال کیے ہیں ان میں پیغمبرانہ غیرت بھی جھلکتی ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے کتنی زور سے بات کہی، اور آپ نے اس وقت مقام رسالت کا خیال کیا اپنی بشریت کا اور بہت سی چیزیں جو مشترک ہیں ان میں سے کسی کا خیال نہیں کیا، اس میں تواضع سے کام نہیں لیا، بلکہ اپنے منصب اور مقام کو سامنے رکھا، بہت جوش کے ساتھ جیسے کوئی بات کہی جاتی ہے اور للکار کر کہی جاتی ہے، سوئے

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئے کو جگا کر کے اور جاگتے ہوئے کو ہلا کر کے اس کو متوجہ کر کے بات کہی جاتی ہے، اس طرح فرمائی کہ کوئی صاحب ایمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہش نفسانی، اس کی خواہشات، اس کے عادات و اطوار، اس کے مصالح و منافع، اس کے ماحول کے رسم و رواج ذلت و عزت کے پیمانے اس کے مطابق نہ بنیں، اور اس کے تابع نہ ہو جائیں جس کو میں لے کر آیا ہوں، تبعاً لما جئت بہ اور اس میں آپ نے بالکل تواضع سے کام نہیں لیا، واحد متکلم کا صیغہ استعمال کیا جو عربی جانتے ہیں وہ اس کو سمجھتے ہیں پھر عربی میں "ھوی" کا لفظ جو ہے اس میں خواہشات، لذات، فوائد و منافع مصلحتیں، خوف اور لالچ کے اسباب سب آجاتے ہیں، یعنی زندگی کا پورا نقشہ اندر کا بھی باہر کا بھی، اندر کا کیا، اندر کی خواہشات، باہر کا کیا، باہر کی عادتیں، باہر کا ماحول، اس کے تقاضے اور لوگوں کی امیدیں، کسی چیز کا ڈر کہ ہم نے یہ نہیں کیا، تو یہ نقصان ہو جائے گا، یا ہماری طرف انگلیاں اٹھ جائیں گی اور ہمیں لوگ بد نام کریں گے، ہمیں ذلت و حقارت کی نگاہ سے دیکھیں گے، ہمارا اتنا زبردست مالی نقصان ہو جائے گا، ہم منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے، ہم سر اٹھا کر چل نہیں سکیں گے، ہم گھر میں جائیں گے تو ہمیں اس کا بھی ڈر ہے کہ گھر میں انگلیاں اٹھیں اور گھر والے شکایت کریں کہ ہمارے خاندان میں یہ ہوتا آیا ہے، ہماری برادری میں یہ ہوتا آیا ہے، ہمارے ماحول میں یہ ہوتا آیا ہے، یہ کیسی شادی کر دی لڑکی کی، یہ کیسے لڑکے کا نکاح کر دیا، اور اس طرح رخصت کر دیا، وہ ساری دھوم دھام کہاں گئی؟ اس کے جو لوازمات تھے اور اس میں شان و شوکت کے جو مظاہرے تھے اور جو حیثیت عرفی ہماری ہے، اور ہماری جو سوشل پوزیشن ہے، اور ہمیں جس نظر سے دیکھا جاتا ہے، اور ہماری جو عزت ہے محلہ میں اور خاندان میں اس سب کے مطابق آپ نے کچھ نہیں کیا، سب پہ پانی پھر گیا، اور سب پر دھول پڑ گئی، انگلیاں اٹھنے لگیں، دیکھو یہ جا رہے۔ ان کے پاس پیسہ نہیں رہا، انہوں نے ایسی شادی کر دی، دیکھو یہ اپنے ہونہار فرزند کو دینیات پڑھوا رہے ہیں، کوئی اچھی نوکری نہیں ملے گی، یہ بچہ کیا کمائے گا، کیا کھائے گا، کیا پہنے گا، اور کیا کھلائے گا، اور فلاں صاحب نے سود چھوڑ دیا نہیں لیا، اور فلاں نے بہن کو حصہ دے دیا، ایسی پچاس باتیں ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب اس کے دل کی چاہت اورِ جو عادتیں ہیں ، رسمیں ہیں ، معیار ہیں ، اور جس کی جو حیثیت ہے اس کے لئے یہ قانون بن جاتا ہے کہ اپنے لڑکے کی شادی کرے گا تو اس معیار سے ، دعوت کرے گا تو اس معیار سے ، کپڑے پہنے باہر نکلے گا تو ایسی سواری ہوگی ، ایسا لباس ہوگا ، اور فلاں سے ملے گا ، فلاں سے نہیں ملے گا ، ملنے اور نہ ملنے کے لئے بھی کوئی فیصلہ کن بات نہیں ہے کہ اس کا حق ہے جو اس کا عزیز ہوتا ہے اس کا یہ رشتہ ہے ، اس پر اللہ کے یہ عائد کردہ حقوق ہوتے ہیں ، کس سے ملنے میں عزت ہے ، کس سے ملنے میں بے عزتی ہے ، کس سے ملنے میں فائدہ ہے ، کس سے ملنے میں نہیں ۔ کہاں بیٹھئے کہ لوگ دیکھیں اور اشارے کریں کہ دیکھو کیسے معزز آدمی کے ساتھ بیٹھا ہے ،اور کہاں بیٹھنا عیب کی بات سمجھی جائے گی ، یہ بھی ملاؤں میں ہو گیا ، دیکھو کہاں بیٹھا ہے ، مسجد جانے لگا ہے ، اس کو بھی کسی کی ہوا لگ گئی ، یہ سارے معیار ہیں اور یہ ساری شرطیں ، حضور فرماتے ہیں یہ سب میری لائی ہوئی تعلیم ، میں جو شریعت مبین لے کر آیا ہوں ، یہ حلال یہ حرام ، یہ جائز یہ نا جائز ، یہ مکروہ یہ مستحب ہے ، دنیا داری ہے ، یہ دین داری ، یہ خدا کی مرضی ہے یہ اس کی نافرمانی ، یہ شریعت ہے یہ شریعت کے خلاف ، جو شخص جب تک یہ طے نہ کرے گا کہ اچھی بات وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہی ، چاہے اس سے عزت ملتی ہو چاہے بے عزتی ہوتی ہو ، چاہے گھر لٹ جاتا ہو ، کھانے کو کچھ نہ رہتا ہو ، یہ باتیں کچھ نہیں رہیں ، فیصلہ کن بات یہ ہے کہ یہ شریعت کے مطابق ہے ، یہ شریعت کے خلاف ، ہم علم رکھنے والے سے پوچھیں گے اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تقریبات کیسی ہوتی تھیں۔

ایک بڑے صحابی جو عشرہ مبشرہ میں ہیں یعنی وہ ان دس خوش قسمت صحابہ میں شامل ہیں جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگی ہی میں نام لے لے کر کہہ دیا کہ یہ جنتی ہیں ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا گیا کہ یہ جنّت میں جائیں گے ان ہی میں ایک حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی تھے ، پھر مہاجر بھی تھے ، مکّہ مکرّمہ سے ہجرت کر کے آئے تھے ، قریشی تھے ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے قبیلہ کے تھے اور ممکن ہے اوپر جا

www.abulhasanalinadwi.org

کر کئی کئی رشتے نکلتے ہوں ، آپس میں برادری میں شادیاں ہوتی ہیں ، اور بڑی بات یہ کہ تھوڑے سے آدمی مکہ معظمہ سے آئے تھے ، اور جب کوئی کسی ملک سے کسی دوسرے ملک کو جاتا ہے تو عام طور سے قریب قریب رہتا ہے ، ذرا آسانی ہوتی ہے ، ایک دوسرے کی ضرورتوں کو سمجھتا ہے ، ایک دوسرے کی ضرورتوں کو جانتا ہے ، اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرتا ہے ، معیار کو سمجھتا ہے ، چنانچہ بمبئی کے لوگ جو تاجر تھے سب کراچی جا کر ٹھہرے ، یہ کاروباری شہر ہے ، تجارتی مرکز ہے ، میمن لوگ اور جو پنجابی کہلاتے تھے جن کا کاروبار بمبئی میں دہلی میں ہر جگہ تجارت کا تھا ، وہ لاہور میں رہے یا کراچی میں ، اکثر لوگ کراچی میں مقیم ہوئے ، اس لئے کہ ہر ایک دوسرے کی زبان سمجھتا ہے ، اور ایک دوسرے کو سمجھتے ہیں ، آپس میں ہمدردی ہوتی ہے ، رشتہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہی رہے ہوں گے ، اور مدینہ طیّبہ اس وقت کوئی بہت بڑا شہر بھی نہیں تھا ، تعجب ہے، حدیث کی روایت ہے ، ماننا پڑتا ہے کہ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ، لباس کچھ زیادہ اچھا تھا ، خوشبو آرہی تھی ، عطر لگا ہوا تھا ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! عبد الرحمٰن خیریت ہے ، کیا بات ہے ۔ بے تکلفی میں آپ نے پوچھ لیا ، انہوں نے عرض کیا ، یا رسول اللہ میں نے شادی کی ہے اس لئے یہ عطر وغیرہ ہے ، ہم نے بڑے مجمعوں میں کہا ، علماء کے سامنے کہا کہ آج تک کسی حدیث یا سیرت و تاریخ کی کتابوں سے پتہ نہیں چلتا کہ آپ نے ایک حرف بھی زبان سے شکایت کا فرمایا ہو ، کسی شہر یا قصبہ میں کوئی تقریب ہو ، کسی بہت جاننے والے کی تو کہا جاتا ہے کہ خبر تو کی ہوتی چاہے ہم نہ آسکتے ، دعا کر دیتے ، اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر دعا کس کی ہو سکتی ہے ، کچھ نہیں کچھ نہیں دعا کے لئے تو خبر کرتے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں شادی کرنے جارہا ہوں ، دعا فرمائیے ، اللہ مبارک فرمائے اور آپس میں الفت دے ۔

یہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی عقل ایمانی تھی کہ ہم جتنی دیر کے لئے آپ کو

www.abulhasanalinadwi.org

تشریف رکھنے کی دعوت دیں گے اتنی دیر میں معلوم نہیں وحی کا کتنا حصہ نازل ہو جائے گا ، اور کیا معلوم کوئی روزنامچہ ہوتا کہ کل کون سا حصہ نازل ہوا ، آج کون سا حصہ نازل ہوا ، تو ہم یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ جو وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے یہاں شادی کا تھا اس وقت بھی قرآن مجید کی کوئی سورۃ یا اس کا کوئی حصہ نازل ہو رہا تھا ، وہ جگہ اس کے لئے مناسب نہیں تھی ، پھر ہو سکتا ہے کہ اس وقت میں کئی آدمیوں نے اسلام قبول کیا ہو آپ نے حرف شکایت کا نہیں کہا ، انہوں نے ایک حرف معذرت کا نہیں کہا کہ یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم آپ کو زحمت ہوئی ، یہ مجبوری تھی ، وہ دشواری تھی ، کچھ نہیں کہا ، خود انھوں نے معذرت کی ضرورت سمجھی نہ آپ کے دل میں شکایت پیدا ہوئی ، اس طرح شادیاں ہوتی تھیں۔

اس طریقہ سے اور باتیں ہیں ، پانچ وقت کی نماز ہے ، سب سے پہلے عقیدہ کی بات ہے ، معلوم کیجئے کیا توحید ہے ، کیا شرک ہے ، اور کیا ایمان ہے ، کیا کفر ہے اور پھر اس کے بعد احکام ہیں ، فرائض ہیں ، پانچ وقت کی نمازیں ہیں ، آپ کچھ کر لیجئے ، مگر ان پانچوں نمازوں کا اپنے اپنے وقت پر پڑھنا لازمی ہے ، یہ جمعۃ الوداع ہے ، چاہے وہ چار آدمیوں کے ساتھ ہو ، اور جمعۃ الوداع پانچ سو آدمیوں کے ساتھ ادا ہوتا ہے ، اور عید کی نماز اس سے بڑی دھوم دھام سے ہوگی ، لیکن نماز نماز ہی ہے ، چاہے جا نماز بچھا کر پڑھنا پڑے ، وہ جمعۃ الوداع کی نماز سے جو اچھی پڑھی گئی ہے ، اس سے بھی وہ کم نہیں ہے ، یعنی اللہ کا حکم ہونے میں اور اس پر عمل کرنے میں سب برابر ہیں اب جو نمازیں آئیں گی ان کا مرتبہ یہی ہو گا ، ان کے پڑھے بغیر فرض ادا نہیں ہو گا ، آپ نے فجر کی نماز چھوڑ دی ، چاہے آپ اپنا گھر لٹا دیجئے آپ سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ گھر کیوں لٹا دیا ، آپ سے پوچھا جائے گا کہ فجر کی نماز کیوں نہیں پڑھی۔

سب سے پہلے عقیدہ کا درجہ ، اس میں بھی سب سے پہلے توحید ، پھر رسالت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ اس کے مانے بغیر کوئی نجات نہیں پاسکتا ، چاہے کوئی ہو ، جب تک آپ کو آخری پیغمبر ، آپ کی شریعت کو آخری شریعت نہ مان لے ، اور اس پر چلنے نہ لگے۔

نماز کے بعد پھر زکوٰۃ کا درجہ ہے ، معلوم نہیں کتنے بھائی ایسے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض ہے ، کسی سے پوچھتے ہی نہیں کب زکوٰۃ فرض ہوتی ہے ، کتنی مقدار میں زکوٰۃ فرض ہوتی ہے ، عالموں سے پوچھنا چاہیئے اور کئی بھائی ہوں گے حج ان پر فرض ہو چکا ہے مگر کسی سے پوچھتے نہیں کیسے حج فرض ہوتا ہے اس کی کیا صورت ہے ، بس ایک رسم و رواج پر زندگی چل رہی ہے ، عید کی بقر عید کی نماز بڑی دھوم دھام سے پڑھ لیں گے اور کسی سے کچھ پوچھنا ، معلوم کرنا نہیں اور پھر شادی اور یہ رسم و رواج نہیں ہے ، سب شریعت کے کام ہیں ، بیٹے کی شادی کرنا اور بیٹی کو رخصت کرنا ، یہ سب شریعت کا حکم ہے اور شریعت کی طرف سے ہدایات ہیں ، دین کا کام ہے ، مگر اسے ویسا ہونا چاہیئے جیسا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

پھر اس کے بعد یہ فضول خرچیاں ہیں ، سودی قرض ہے ، اسراف ہے ، نام و نمود کے لئے شہرت کے لئے بڑی بڑی دعوتیں کرنا ، حکام کی خوشامد کرنا ، ان سے تعلقات پیدا کرنا کچھ کام نہیں آئے گا۔

"حتیٰ تکون ھواہ تبعاً لما جئت بہ۔"

"ھوی" کا لفظ ایسا کہہ دیا جو سب پر صادق آتا ہے ، جس کو دل چاہتا ہے ، جس سے دل خوش ہوتا ہے ، جس سے تعریف ہوتی ہے ، جس سے دل کو اطمینان ہوتا ہے ، یہ سب معیار اس کے تابع اس کے پیرو نہ ہو جائیں اس کے قدموں کے نیچے نہ آجائیں جس کو میں لے کر کے آیا ہوں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ تبعاً لما جئت بہ ، جو حدیث سے اشتغال رکھتے ہیں ، سیرت نبوی صلی اللہ علہ وسلم کا مطالعہ کرتے ہیں وہ سمجھیں گے۔

آخری بات یہ ہے کہ اپنی آئندہ نسل کی حفاظت کیجیئے ، مکتب قائم کیجیئے ، دینی تعلیم کو رواج دیجیئے ، قریب مدرسہ ہے وہاں اپنے بچوں کو بھیجیئے کہ محلہ ہے محلہ کے بچے ، برادری ہے برادری کے بچے اور وہ اس قابل ہو جائیں کہ قرآن کو پڑھنے لگیں ، دینی کتابوں کو سمجھنے لگیں گے ، عقائد و فرائض اور احکام سے واقف ہو جائیں گے تب ہی مسلمان رہ

القادر پرنٹنگ پریس فون : ۲۲۲۲۲۳۸
www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ ۱۶۸۲

آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آخری امت، آخری شریعت

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی صاحب

خدائے علیم و خبیر کا ارادہ دین اسلام کو نقطہ کمال پر پہنچانے اور اس کو ہر دور و دیار کے تقاضوں کو پورا کرنے کے قابل بنانے میں پورا ہو کر رہا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کا پیغام اور دین کی امانت کو بندوں تک پہنچایا اور اللہ کے راستہ میں جہاد کا پورا حق ادا کر دیا اور ایک ایسی امت تیار کر دی۔ جس نے نبوت کا منصب پائے بغیر کار نبوت کی ذمہ داریاں سنبھال لیں اور اس دعوت اسلام کو لے کر کھڑے ہوئے، دین کو تحریف و تبدیلی سے بچانے دنیا کی خیر خواہی اور ہر زمانے میں اور ہر مقام پر انسانیت کا احتساب کرنے پر مامور و متعین کر دیا گیا۔

خدا کے علم ازلی میں یہ پہلے سے مقدر تھا کہ دنیا میں پیغمبروں کے جانشین، علم و ہدایت کے روشن مینار اور ثبات و استقامت کے کوہ وقار ہر دور میں موجود رہیں گے، جو اس دین کو ہر زمانے میں غلو اور زیادتی کرنے والوں کی تحریف، باطل پسندوں کے غلط انتساب اور جاہلوں کی بے جا تاویل سے بچاتے رہیں گے، تقدیر الٰہی کے اس فیصلہ کی خبر اور بشارت دیتے ہوئے زبان نبوتؐ نے کہا۔

" میری امت میں سے ایک جماعت حق پر قائم اور غالب رہے گی، اور ان کا ساتھ نہ دینے والا، ان کا کچھ بگاڑ نہ سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا آخری فیصلہ (قیامت)

ہدیہ بطور صدقہ جاریہ دو روپیہ

www.abulhasanalinadwi.org

آجائے گی اور، وہ اسی حال میں ہوں گے۔

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ نبوت کے خاتمہ اور ان کے بعد اس کے منقطع ہوجانے کا اعلان

جب عالم تکوین و تشریع میں یہ سب طے ہو گیا، تو اس کا اعلان کر دیا گیا کہ انسانوں کو ان عقائد و شریعت کی تعلیم (جس پر ان کی دنیوی فلاح اور اخروی نجات کا دارومدار ہے، اب وحی ملائکہ کے ذریعے اور کسی نئے نبی کے واسطہ سے نہیں دی جائے گی اور نبوت و وحی کے نزول کا سلسلہ آخری طور پر محمد رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم پر ختم کیا جارہا ہے، لیکن جہاں تک وجدانی، لدنی علوم اور حکم و معارف اور اطلاعات کا سوال ہے جو بعض پاکیزہ نفوس اور ریاضت و مجاہدہ اور علوم و حقائق کے سمندر میں پیراکی کرنے والوں کو الہام کردی جاتی ہیں، اور جو کچھ لوگوں کو " نوائے سروش" یا " ندائے غیب "کی صورت میں سنائی دیتی ہیں اس کا نبوت سے دور کا تعلق نہیں۔ بعض اوقات اس کے لئے ہدایت و حقانیت کی بھی شرط نہیں ہوتی۔

یہ اعلان اللہ تعالی کی طرف سے ہے کہ نبوت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کردی گئی اور یہ مضمون و مفہوم ایسے صریح اور واضح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور اس بارے میں کج بحثی اور شبہات پیدا کرنے کی کوشش وہی شخص کرے گا۔ جس کے دل میں چور ہو یا اس سے اس کا کوئی مفاد وابستہ ہو۔

وہ صفات جو دائمی نبی اور آخری رسول ؐ ہی کے ہو سکتے ہیں۔

قرآن مجید نے سلسلہ نبوت کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی پر ختم ہونے اور آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کی عملا ضرورت نہ ہونے کے اظہار کے لئے گوناگوں اور نہایت بلیغ اسالیب بیان اختیار کئے ہیں جو بیک وقت دل و دماغ کو پورے طور پر اپیل کرنے والے ہیں، اس کے لئے کبھی تو قرآن مجید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص و اوصاف ایسے انداز میں بیان کئے ہیں جن سے عقل سلیم رکھنے والا ہرانسان باآسانی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ آپ

www.abulhasanalinadwi.org

ایک زندہ جاوید پیغمبر اور قیامت تک کے لئے قابل تقلید نمونہ مثالی شخصیت ہیں۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

" محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں، بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔ " (الاحزاب)

اس آیت کا آخری جز قرآن مجید کے اعجاز کا ایک نمونہ ہے یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ کسی شخص کے ذہن میں یہ شبہ پیدا ہو کہ ایک پیغمبر قیامت تک کے لئے کیسے کافی اور مختلف انسانی نسلوں کے لئے رہنما اور اسوہ کامل ہو سکتا ہے اور اس کی شریعت و تعلیمات کس طرح تمام انسانی ضروریات، نئے نئے تقاضوں اور عہد بعہد کی تبدیلیوں سے عہدہ برآ ہو سکتی ہیں تو اس کا جواب ان مختصر لفظوں میں دے دیا گیا کہ "اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ "

قرآن نے آپ کے آخری نبی ہونے کو ظاہر کرنے کے لئے اسی قوم کی زبان اور تعبیرات سے کام لیا ہے جن کی زبان میں وہ اترا ہے اور جو اس کے اولین مخاطب اور اس کے سمجھنے اور پھر دنیا کو سمجھانے اور بتانے پر مامور تھے یہ زبان ان کے درمیان رابطے، بول چال اور ادائے مطلب کی زبان تھی، لیکن اس زبان کی محیر العقول وسعت و صلاحیت کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ اس میں کمال و انتہا بتانے والا کوئی لفظ " خاتم" سے بہتر موجود نہیں اور اس مطلب کے لئے یہی لفظ گفتگوؤں اور شعر و ادب میں ان کی نوک زبان پر رہتا تھا، اسی لئے ان کی زبان میں خاتم، ختام اور ختم کے وہی معنی پائے جاتے ہیں جو قرآن مراد لیتا ہے یعنی یہ کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم آخری رسول اور خاتم الانبیاء ہیں جن کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔

قرآن نے آخری رسالت کے حامل رسول کی ایسی صفتیں بیان کی ہیں جو آپ کی رسالت کی ابدیت اور بلا استثناء ہر نسل، ہر زمانہ اور ہر طبقہ کے لئے مثالی نمونہ اور اسوہ حسنہ بننے کی صلاحیت و اہلیت کی طرف واضح اشارے کرتی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

"(اے پیغمبر لوگوں سے) کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو، تو میری پیروی کرو، خدا تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کردے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔" (آل عمران)

"اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، اور خدا کی طرف بلانے والا، اور چراغ روشن (الاحزاب)

یہ بات سب جانتے ہیں کہ خدائے علام الغیوب کی ذات تو بہت اعلیٰ و ارفع ہے عقلمندوں اور بلیغ ادیبوں کا بھی یہ شیوہ نہیں کہ وہ کسی ایسے بادشاہ کی مدح و توصیف میں سحر طرازی اور نفس درازی سے کام لیں جس کی سلنت عارضی اور جس کا ستارہ اقبال روبہ زوال ہے اور اس کی جگہ کوئی دوسرا صاحب تاج و تخت لینے والا ہے اسی طرح ان حکیموں اور دانشوروں کی جو انجام کار پر گہری نظر رکھتے اور خوب ناپ تول کر کے کوئی بات کہتے ہیں یہ عادت و افتاد طبیعت نہیں کہ وہ کسی ایسے بچے کی ولادت پر مبارکباد دینے میں فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھائیں جس کے متعلق کسی قرینہ سے معلوم ہو گیا ہو کہ اس کی زندگی مختصر اور کی بہار چند روزہ ہے۔

جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی، تمام انسانی طبقات اور ہر زمانے اور ہر مقام کی انسانی نسلوں کے لئے مثالی نمونہ اور نصب العین ٹھیری تو اللہ کی رحمت و عنایت ان کے اخبار و آثار، احوال و کوائف، اخلاق و خصائل اور عادات و شمائل کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوئی اور مسلمانوں کے دل اور ذہن آپ کے اقوال وافعال، عادات و عبادات نشست و برخاست اور جلوت و خلوت کے حرکات و سکنات کے معلوم کرنے اور محفوظ کر دینے کی طرف پوری طرح متوجہ ہو گئے اور ان کو اس میں ایسی محویت و انہماک ہوا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی پوشیدہ طاقت ہے جو ان کی اس منزل کے لئے سرگرم سفر اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے ایسا رواں دواں رکھے ہوئے ہے کہ اس کے بغیر ان کو چین نہیں آتا۔

اس توجہ اور اعتناء باریک بینی کا اندازہ حدیث و سیرت و شمائل کی کتابوں اور حلیہ و سراپائے نبوی کی ان روایتوں سے ہوتا ہے جو خاندان نبوت کے بعض افراد اور ہر وقت کے حاضر باش اصحاب کرام سے منقول ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ادب و تاریخ، سیرت و انساب کے وسیع ذخیرہ میں اس سے زیادہ باریک بینی وانضباط و احتیاط کسی اور بشری پیکر کی مرقع نگاری اور اخلاق و عادات کی آئینہ داری کے سلسلہ میں دکھائی نہیں دیتی۔

حدیث نبوی کو ہم ایک طرح کا "روزنامچہ" اور اس تیئس سالہ زندگی کا بولتا ہوا مرقع کہہ سکتے ہیں جو آپ نے نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد اس کرہ ارضی پر گزاری یہ محتاط ریکارڈ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وآلہ وسلم زندگی کس طرح گزارتے تھے اور آپ کے روز و شب کے معمولات کیا تھے اسی طرح ہم اس سے اخلاق نبوی کی باریکیاں، عادات و رجحانات جذبات و خیالات، قول و عمل کی وہ تفصیلات جان سکتے ہیں۔ جو ہم عہد ماضی بلکہ حال کی بھی بہت سی معاصر شخصیتوں کے متعلق بھی نہیں جان سکتے، اس کے ذریعہ کوئی بھی انسان اپنے نبی کو اس طرح پہچان سکتا ہے جیسے، آپ کی صحبت سے مستفید اور آپ کی باتیں سن رہا ہے اور آپ کے ساتھ رہ رہا ہے۔ یہ طریقہ حفاظت و تعارف ان تمام خطرات اور مفاسد سے پاک ہے جو تصویر کشی اور مجسمہ سازی میں پائے جاتے اور جن کی وجہ سے پچھلی امتیں بری طرح شکار ہوئیں جنہوں نے اپنے پیغمبروں اور روحانی پیشواؤں کی یاد قائم رکھنے کے لئے تصویر کشی اور مجسمہ تراشی کا سہارا لیا اور بالآخر کھلی بت پرستی میں ملوث ہو گئیں۔

حدیث کے اس وافر ذخیرہ کی مدد سے ہر زمانہ اور ہر مقام کے فاضل و وسیع النظر مصنفین نے مسلمانوں کے لئے ایسی کتابیں مرتب کیں جو ان کی پوری زندگی کے لئے مکمل دستور العمل اور ہدایت نامہ کا کام دے سکیں۔ اس لئے اگر آج کسی بھی طبقہ اور مشغلہ سے تعلق رکھنے والا کوئی مسلمان یہ ارادہ کرے کہ وہ ہر قدم پر، ہر معاملہ میں اور زندگی کی ہر سرگرمی میں سیرت نبوی کی اتباع کرے گا تو یہ چیز اس کے لئے ممکن ہے جو کتابیں اس موضوع پر لکھی گئیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے یہ کتابیں عالم اسلام کی بیشتر زبانوں میں ہیں اور ان کے حجم اور ان کے موضوع کا دائرہ مختلف ہے، کوئی بہت مفصل ہے کوئی مختصر ان میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگرد رشید اور امت کے ایک ممتاز فرد علامہ ابن قیم ۶۹۱ھ تا ۷۵۱ھ کی کتاب زاد المعاد فی

www.abulhasanalinadwi.org

بدی خیر العباد" امتیازی شان رکھتی ہے۔

خدا کی یہ مصلحت و حکمت، سیرت نبوی کی وضاحت و ہدایت اور اتباع کرنے والوں کے لئے سہل الحصول اور آسان ہونے سے آشکار ہوتی ہے، جب انسان اس سیرت اور دوسرے انبیاء کی سیرتوں کا تقابل اور موازنہ کرتا ہے تو اسے وہی سیرتیں جہل و تغافل اور تاریخ کے خونی حوادث کی تاریکیوں میں گم نظر آتی ہیں اور یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ انہوں نے خاص زمانہ میں ہدایت و رہنمائی کا فریضہ انجام دیا اور قیامت تک کی نسلوں تک بے کم و کاست پہنچنے کی عملا کوئی ضرورت نہ تھی۔

اس کے لئے ہمیں حضرت مسیحؑ کی سیرت کا مطالعہ ہی کافی ہے، حضرت مسیحؑ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آخری نبی ہیں اور ان کے حلقہ بگوش ایک ایسی امت ہے جس کا علمی و تصنیفی شغف تمام دنیا پر روشن ہے اس کی محبت و عقیدت اپنے پیغمبر سے غلو و مبالغہ کی حد تک پہنچ گئی ہے اور اس نے ان کو بشریت کے دائرہ سے نکال کر الوہیت کے دائرہ میں داخل کر دیا ہے، لیکن وہ بھی دنیا کے سامنے اپنے نبی کے صرف ایسی مختصر اور ادھوری معلومات ہی پیش کر سکی جو کسی طرح ایک مکمل انسانی زندگی کی تصویر نہیں بناتیں۔ جسے انسان اپنی نجی زندگی میں سامنے رکھے۔ یا جس کی روشنی میں کوئی صالح معاشرہ وجود میں آسکے ابھی کچھ دنوں پہلے تک مسیحی دنیا کا خیال تھا کہ عہد جدید یعنی انجیل سیرت مسیحؑ کے آخری تین سالوں کے واقعات پر مشتمل ہے، لیکن اب محققین اور اس موضوع کے ماہرین اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ انجیل میں حضرت مسیحؑ کے پچاس دنوں سے زیادہ کے واقعات و معلومات کا مواد نہیں۔

دوسرے انبیاء اور پہلے مذاہب کے رہنماؤں کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ان کے واقعات اور نقوش حیات ماضی کے ملبے کے نیچے دفن ہو گئے ہیں اور ان کی وہ اہم کڑیاں (جن کے بغیر تاریخ مکمل ہی نہیں ہو سکتی اور جن کے بغیر اتباع و اقتداء کا کوئی قدم ہی نہیں اٹھایا جا سکتا) اس طرح گم ہیں کہ اب انہیں پانا ممکن نہیں اور یہ بات حکمت الہیہ کے عین مطابق اور نظام عالم کے قوانین کے بالکل موافق بھی معلوم ہوتی ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ تاریخی کرداروں کی (جو نمونہ و مثال اور آئیڈیل کا

www.abulhasanalinadwi.org

کام دیں) ایک محدود عمر ہوتی ہے جس کے ختم ہو جانے پر ان اقدار کو نسل بہ نسل منتقل کرنے کی کوئی افادیت نہیں رہ جاتی، لیکن جب ان کی ضرورت باقی اور دائمی ہوتی ہے تو وہ زماں و مکاں کے انقلابات کے باوجود باقی رہتی ہیں ان کا تسلسل قائم رہتا اور وہ سدا بہار و زندہ جاوید بن جاتی ہیں جن کو کبھی زوال نہیں ہوتا۔

جو شخص بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں وہ ہدایات و تعلیمات اور آداب و احکام پڑھے گا، جس کا سورۃ الاحزاب، الحجرات، التحریم، المجادلہ میں ذکر ہے اور ان انعامات الٰہیہ و امتیازات و معاملہ خصوصی کا تذکرہ دیکھے گا۔ جن کی طرف سورۃ الفتح، الانشراح میں اشارات آئے ہیں تو اس کی عقل اور اس کا ذوق سلیم اس کی شہادت دے گا کہ یہ صفات اس پیغمبر کی ہیں جو تمام نسلوں اور زمانوں کے لئے مبعوث ہوا ہے اور جس کے آفتاب اقبال کو کبھی گہن نہیں لگتا اور جس کے عروج کا ستارہ کبھی ڈوبتا نہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ اب کسی بھی نبی کی بعثت (خواہ وہ کوئی جدید شریعت لے کر نہ آئے) محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں خدا کی زبان سے اس عطر آگیں تذکرے اور مشک بیز مدح و ثناء کے منفی ٹھہرتی ہے اور اس کے ساتھ ہی نبی کریم سے امت کے مضبوط ابدی اور دائمی رشتہ کو کمزور کرتی ہے آپ کی تعلیمات و اسوہ حسنہ آپ کے اصحاب و اہل بیت، آپ کے مولد و منشا (مکہ و مدینہ اور سر زمین عرب) کے ساتھ مسلمانوں کے تعلق کو نقصان پہنچاتی اور اس کو متاثر کرتی ہے اس لئے کہ جو نبی بھی آپ کے بعد مبعوث ہوتا اس کا امت اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان (دانستہ و نادانستہ) حائل ہو جانا اور شعوری و لاشعوری طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے امت کے رشتہ اور تعلق کو کمزور بنا دینا ضروری تھا۔ ایسا ہونا قانون قدرت اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔

"اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں بنائے اس حقیقت کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی صاحب عقل اور نفسیات انسانی کا رمز آشناء جس کی تاریخ ادیان و ملل پر گہری نظر ہو، یہ ضمانت نہیں دے سکتا کہ کسی امت میں نئے نبی کی بعثت پہلے نبی کے ساتھ امت کے تعلق اور محبت سے متصادم اور مزاحم نہیں ہوگی اور اس کا وہ

www.abulhasanalinadwi.org

تعلق کمزور نہیں پڑے گا جو نبی اول کے وطن و قوم رفقاء و اصحاب، اہل بیت و متعلقین زبان و تہذیب اور سوانح و تاریخ سے قائم تھا یہ ٹکراؤ لازمی اور ان قوانین قدرت میں سے ہے جو کبھی نہیں بدلتے۔

قرآن و حدیث کا صریح مطالبہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی، امتی کو دنیا وما فیہا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز و محبوب ہو، اور وہ اس کو اپنی ذات اور متعلقین پر کھلی ترجیح دے۔

حدیث صحیح میں آتا ہے۔

" تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ، اس کے لڑکے اور تمام لوگوں سے زیادہ پیارا اور محبوب نہ ہو جاؤں" (بخاری مسلم)

اور قرآن کہتا ہے۔

" پیغمبرؐ مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں، اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔ " (الاحزاب)

لیکن ایک نئے نبی پر ایمان لانے کے بعد محبت و تعلق کی یہ وحدت پارہ پارہ ہو جاتی ہے اور اس محبوب ترین شخصیت کے، رقیب و شریک قدرتاً پیدا ہو جاتے ہیں، یہ فطرت انسانی کا عین تقاضا ہے اور فطرت انسانی ہمیشہ سے ایک ہی چلی آرہی ہے۔

قرآنی اسالیب میں سے ایک اسلوب بیان وہ بھی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عالمگیر رسالت اور آپ کی شریعت کے تعارف میں استعمال ہوا ہے، یہ بلند آہنگ اعلانات و تصریحات ثابت کرتی ہیں کہ نبوتوں اور آسمانی رسالتوں کا سلسلہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تمام ہو گا چنانچہ قرآن مجید نے واضح عربی زبان میں جس میں کوئی پیچیدگی اور الجھاؤ نہیں، یہ کہا کہ یہ دین اپنے کمال، انسانی ضروریات کی تکمیل اور بقائے دوام کی اہلیت و صلاحیت کی ارتقائی منزل پر پہنچ گیا، چنانچہ ارشاد ہوا۔

"آج ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری

www.abulhasanalinadwi.org

کردیں، اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا " (المائدہ)

یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ھ میں نازل ہوئی تھی، جس کے بعد جیسا کہ اکثر احادیث و روایات سے معلوم ہوتا ہے۔ حلت و حرمت کا کوئی حکم نہیں نازل ہوا اور اس دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل ۸۱ دن اس دنیا میں رہے اور اکابر صحابہؓ جو اس دین کے اسرار کو سب سے بہتر سمجھنے اور مقاصد شریعت کے جاننے والے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ محبت کرنے والے اور آپ کی زندگی کے آرزو مند تھے اور جن کے سرخیل حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے وہ اس آیت سے آنحضرتؐ کے وقت مفارقت کے قرب اور رفیق اعلیٰ سے ملنے کا وقت آجانے کو بھانپ گئے تھے، اس لئے کہ آپ اللہ کا پیغام پہنچا چکے۔ دین پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تھا اور اللہ کی نعمت اس کے بندوں پر تمام ہو چکی تھی، چنانچہ ان میں سے بعض حضرات رونے لگے اور بعض لوگوں نے قیامت کی اس گھڑی کے قریب آجانے کی خبر دی اور بعض ذکی وفہیم علماء یہود نے (جن کی تاریخ و مذاہب پر نظر تھی) یہ کہا کہ یہ آیت ایک امتیازی اعزاز ہے، جس سے مسلمان سرفراز کئے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس دین کے لئے وہ فخر ہے جس میں کوئی دوسرا دین شریک نہیں اور انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جس دن یہ آیت اتری ہے اسے یادگار دن بنا دیا جائے، آنے والے زمانوں میں بھی اس کا جشن منانا اور مسلمانوں کو اس دن اپنی مسرت و تشکر کا اظہار کرنا چاہئے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جن پر یہ آیت اتری تھی، یہی سمجھا" چنانچہ آپ نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں (جسے ایک لاکھ انسان کان لگائے سن رہے اور یاد کر رہے تھے۔) فرمایا۔

" اے لوگو! نہ میرے بعد کوئی نبی مبعوث ہونے والا ہے اور نہ تمہارے بعد کوئی امت آنے والی ہے۔

خوب سن لو کہ اپنے رب کی عبادت کرنا، پانچوں نمازیں پڑھنا، ایک ماہ کے روزے رکھنا اور خوشی سے اپنے مال کی زکوٰۃ دینا اور اپنے حاکموں کی اطاعت کرنا ایسا

www.abulhasanalinadwi.org

کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو گے۔"

اسی طرح قرآن نے اس کی صراحت کی کہ اس دین کے لئے بقائے دوام، غلبہ و اقتدار اور شہرت و مقبولیت طے کر دی گئی ہے۔ عزت و حرمت کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ کر اس کا کلمہ بلند ہو کر رہے گا، اس کی روشنی ضرور پھیلے گی اور اس کی صداقت یقیناً عالم آشکار ہو کر رہے گی، ارشاد ہوا۔

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے (الفتح)

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا، تا کہ اس (دین) کو (دنیا کے، تمام دینوں پر غالب کرے اگرچہ کافر نا خوش ہی ہوں۔ (الصف)

"یہ چاہتے ہیں کہ خدا (کے چراغ) کی روشنی کو منہ سے (پھونک مار کر) بجھا دیں، حالانکہ خدا اپنی روشنی کو پورا کر کے رہے گا، خواہ کافر نا خوش ہی ہوں الصف)

یہ سب ضمانتیں، خبریں اور اعلان اس کی خبر دے رہے ہیں کہ یہ دین خدا کا آخری دین اور ہر زمانہ اور ہر جگہ کے انسانوں کی ایک ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں اپنا ارادہ پورا کر کے رہے گا، خواہ لوگ اسے پسند کریں یا ناپسند، اور اس کے دشمن و حریف اس سے صلح کریں یا جنگ جس دین کی یہ شان ہو، اور جس کے بارے میں اتنی سچی خبریں، اور چیلنج اس کتاب میں آئے ہوں، جس میں کہیں سے باطل کی گنجائش نہیں، تو عقل سلیم اس کے سلسلے میں یہ ماننے پر کبھی تیار نہیں ہو سکتی کہ وہ کسی نسخ و تبدیلی کو قبول کرے گا یا کسی نئے نبی اور رسول کی اس کو کبھی احتیاج پیش آئے گی۔

اسلام سے پہلے مذاہب اور قدیم شریعتیں کبھی کسی جماعت کے ساتھ مخصوص ہوتی تھیں یا کسی مقام اور خاص مدت سے مختص ہوتی تھیں یہودی مذہب کی دعوت کسی زمانہ میں بھی تمام انسانوں کے لئے نہ تھی اور یہود سے ان کی کتابوں میں کہیں نہیں کہا گیا ہے کہ وہ اپنے پیغام کو دنیا کی تمام قوموں تک پہنچائیں، بلکہ ایسے نصوص وارد ہوئے ہیں جو اس سے روکتے اور ان کی تبلیغی سرگرمیوں کو ان کے قومی دائرے ہی تک محدود رکھتے ہیں اس کا یہ طبعی اور فطری نتیجہ تھا کہ وہ بنی اسرائیل اور

www.abulhasanalinadwi.org

دوسری قوموں کے درمیان تفریق کریں اور خیر و شر، نیکی و بدی کے مختلف پیمانے بنائیں جو نسلوں اور خاندانوں کے اختلاف سے بدلتے رہیں۔

عہد عتیق کا اسلوب اور جو روح اس کی سطر سطر میں کارفرما ہے اس حقیقت کی واضح طور پر نقاب کشائی کرتی ہے اور اس کتاب کے پڑھنے والے کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ یہود کا شاہنامہ یہود کی کتاب المناقب یا مخصوص کتاب الانساب پڑھ رہا ہے اسے اس میں روحانی و اخلاقی تعلیمات، مکارم اخلاق کی ترغیب، مساوات انسانی اور احترام آدمیت کا تصور، زہد و تہذیب نفس، دنیا کے مقابل دین اور جنت کی لذتوں کی کوئی ترغیب اور دوزخ کے عذاب کے لئے کوئی ترہیب اور ڈراوا نہیں ملتا۔ جس سے نفس کا تزکیہ ہو، قلب میں رقت اور گداز پیدا ہو، اور غیر اسرائیلی قاری کے اندر اپنی شرافت و مسئولیت کا کوئی شعور بیدار ہو، یہ کتاب اپنے تمام قصوں، حکایتوں اور احکام سمیت یہود ہی کے گرد گھومتی ہے جنہیں ان کا دین اور ان کی کتاب خدا کی برگزیدہ قوم" قرار دیتی ہے۔

اسی طرح حضرت مسیحؑ کی دعوت بھی بنی اسرائیل کے لئے خاص تھی انہوں نے اس کی خود صراحت کی تھی کہ وہ "بنی اسرائیل کی کھوئی بھیڑوں کے لئے آئے ہیں" ان کی رسالت ان کے زمانہ، ان کے علاقہ اور انہیں کے آدمیوں تک موقوف و محدود رہی انہوں نے جب اپنے بارہ ۱۲ حواریوں کو تبلیغ کے لئے بھیجا تو ان کو حکم دے کر کہا۔

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا۔ اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا، بلکہ اسرائیل کے گھرانہ کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا (انجیل متی باب ۱۵ آیت ۲۴)

دوسرے مشرقی اور ایشیائی مذاہب جیسے ہندو مت وغیرہ کا معاملہ اور بھی حیرت انگیز ہے جن کے یہاں غیر آریوں اور غیر برہمنوں کو نجس اور پلید سمجھا جاتا تھا، انہیں جانوروں کا درجہ دیا جاتا اور کبھی ان کے ساتھ کتوں کا معاملہ کیا جاتا تھا۔

اس لئے خدا کی رحمت و حکمت کا تقاضا تھا کہ کوئی نیا نبی آئے، جو نئی تعلیمات اور شریعت و قانون میں نئی اصلاحات کا حامل ہو، جو بدلے ہوئے زمانے اور

www.abulhasanalinadwi.org

حالات کے تقاضوں کو پورا کر سکے، اس لئے کہ ادیان سابقہ میں کبھی تو عیش پسند، تن آسان امراء و حکام کی خاطر شریعت میں ایسا لوچ اور ڈھیل پیدا کردی گئی تھی جس کی وجہ سے مذہب آسانیوں کا مجموعہ اور ہوا وہوس کی تسکین کا سامان بن گیا تھا، کبھی تشدد پسند طبیعتوں اور غالی عابدوں اور زاہدوں کی سخت گیری اور دقت پسندی کی وجہ سے مذہب ایک ناقابل عمل ضابطہ زندگی اور ایک ظالمانہ شکنجہ بن کر رہ گیا تھا، جس کی موجودگی میں زندگی کی جائز لذتوں اور آزادیوں سے بھی متمتع ہونے کا موقع باقی نہیں رہا تھا۔ اسی بناء پر وقتاً فوقتاً اس صورت حال کی اصلاح کے لئے انبیاء ؑ کو مبعوث و مامور کیا گیا چنانچہ حضرت عیسیٰ نے فرمایا۔ جس کو قرآن یوں بیان کرتا ہے۔

اور مجھ سے پہلے جو تورات (نازل ہوئی) اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں، اور (میں) اس لئے بھی (آیا ہوں کہ) بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کردوں اور میں تو تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں، تم خدا سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔" (آل عمران)

قرآن نے نبوت جدیدہ کے ان دو اسباب کے خاتمہ کا اعلان کردیا کہ رسالت محمدی ایک آفاقی اور عالمگیر پیغام اور دعوت ہے، جس کے فیض سے نہ کوئی قوم و ملت محروم ہے۔ اور نہ اس کے خطاب سے کوئی طبقہ یا جماعت مستثنیٰ ہے۔

ارشاد ربانی ہے۔

(اے محمد) کہہ دو کہ! میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا (یعنی اس کا رسول) ہوں (وہ) جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی زندگانی بخشتا اور وہی موت دیتا ہے۔ (الاعراف)

اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے" (سبا)

اور (اے محمد) ہم نے تم کو تمام جہاں کے لئے رحمت ہی (بنا کر) بھیجا ہے (الانبیاء)

وہ (خدائے عزوجل) بہت ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندہ پر قرآن نازل فرمایا تاکہ اہل عالم کے لئے ڈرانے والا ہو (الفرقان) یہ قرآن تو اہل عالم کے لئے

www.abulhasanalinadwi.org

نصیحت ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دین اسلام پر سب کا حق اور تمام اقوام و ملل، تمام قومیتوں اور نسلوں تمام خاندانوں اور تمام ملکوں اور خطوں کی دولت مشترکہ اور اجتماعی میراث ہے، اس میں یہودی، ہندو، برہمنوں جیسی کوئی درجہ بندی نہیں اس میں کوئی قوم دوسری قوم سے کوئی نسل دوسری نسل سے ممتاز و برتر نہیں اس میں رنگ و نسل کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ یہاں ثمار، ذوق و شوق، حسن قبول و طلب قدردانی اور احسان شناسی، جہاد و اجتہاد اور دین و تقوی میں مسابقت و مقابلہ کا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے۔

لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قوم اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو، اور خدا کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، بے شک خدا سب کچھ جاننے والا ہے (اور) سب سے خبردار ہے" (الحجرات)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فتح مکہ کے موقع پر اعلان فرمادیا۔

سب لوگ آدم کے بیٹے ہیں اور آدم مٹی سے بنے تھے کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل نہیں، مگر تقوی کے سبب (ترمذی)

دوسری طرف اس دین کے سہل و مطابق فطرت و قابل عمل ہونے کا جا بجا اعلان کیا گیا ہے۔

خدا تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا (البقرہ)

تم پر دین (کی کسی بات) میں تنگی نہیں کی (الحج)

پچھلی امتوں اور ملتوں میں جو غالیانہ اور متشددانہ قوانین وضع کر لئے گئے تھے اور انتہاپسند زاہدوں اور عابدوں و محدود علم رکھنے والے قانون سازوں نے زندگی کا دائرہ تنگ کردیا تھا اس کو آخری نبوت و شریعت نے ختم کردیا اور ان قوموں کو اس مصیبت سے نجات دی قرآن مجید میں اس نبی کی تعریف میں کہا گیا۔

وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور برے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں، اور ناپاک چیزوں کو ان کے لئے حرام ٹھہراتے ہیں اور

www.abulhasanalinadwi.org

ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان (کے سر) پر (اور گلے میں) تھے اتارتے ہیں(الاعراف)

قرآن مجید نے اس کی بھی وضاحت کردی کہ اگر بڑے سے بڑے عاقل اور قانون ساز لوگ بھی بشری ضروریات اور مختلف احوال کی رعایت رکھنا چاہتے تو بھی وہاں نہیں پہنچ سکتے جہاں تک اللہ کے علم محکم کی رسائی ہے، آیت میراث میں فرمایا گیا۔

تم لوگوں کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدہ کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ قریب ہے، حصے خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا ہے اور حکمت والا ہے (النساء)

خدا چاہتا ہے کہ (اپنی آیتیں) تم سے کھول کھول کر بیان فرمائے اور تم کو اگلے لوگوں کے طریقے بتائے اور تم پر مہربانی کرے اور خدا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے اور خدا تو چاہتا ہے کہ تم پر مہربانی کرے اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیچھے چلتے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم سیدھے راستہ سے بھٹک کر دور جا گرو خدا چاہتا ہے کہ تم پر سے بوجھ ہلکا کرے اور انسان (طبعاً) کمزور پیدا ہوا ہے (النساء)

ان خصوصیات کی بناء پر اب نہ کسی ایسی نبوت و شریعت کے آنے کی ضرورت ہے جو (ادیان سابقہ) کے برخلاف) ہر زمان و مکان اور ملل و اقوام کے لئے عمومی اور نوع انسانی کے لئے ہدایت کا پیغام ہو، اور نہ ایسی نبوت و شریعت کی آمد کی ضرورت ہے جو گزشتہ مذاہب اور شریعتوں کے وقتی احکام و قوانین کو منسوخ اور اس تشدد و غلو، مردم آزادی اور فطرت بیزاری کے رجحان کی صلاح کرے، جس نے مذہب کو ایک شکنجہ اور زندگی کو ایک عذاب بنا دیا تھا اور دنیا میں ایک سہل الفہم اور سہل العمل دین پیش کرے جو صحیح معنی میں دین فطرت ہے اس لئے کہ یہ دونوں خصوصیتیں خدا کے دین اسلام اور اس کی شریعت میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں۔

کسی نئے نبی کی آمد سے متعلق قرآن خاموش ہے

قرآن کریم جو ابدی کتاب ہے اور حق کو باطل سے الگ کرنے والی ہے اور بذات خود حقیقت میز ان اور لوگوں کے لئے واضح اعلان و بیان ہے اور جس نے اصول دین میں سے کسی اصل کو نظر انداز نہیں کیا اور جس پر دین و دنیا کی فلاح اور

www.abulhasanalinadwi.org

سعادت و نجات موقوف ہے، کسی نئے نبی کی آمد کی اطلاع سے بالکل خاموش ہے۔ جبکہ یہ ایسا اہم معاملہ تھا کہ سکوت تو درکنار کسی گول مول اور مبہم بات کا بھی کوئی موقع نہ تھا جو کتاب علامات قیامت کی بہت سی جزئیات اور آخیر زمانہ کے حوادث کا ذکر کرتی ہے وہ اس نبی کا ذکر کیوں نہ کرتی جو اس امت یا کسی امت میں مبعوث ہونے والا تھا اور اس کے لئے عقول واذہان کو مانوس اور آمادہ کرنے کی کوشش کیوں نہ کرتی جو ہر نئی چیز سے بھاگتے اور بدکتے اور فرائض و ذمہ داریوں سے پیچھا چھڑاتے ہیں) تاکہ وہ اسے خوش آمدید کہیں، اس کی دعوت قبول کریں اور اس کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں اس کے علاوہ قرآن وسنت کا دنیا و آخرت کے نفع کی خاطر انتہائی توجہ و اہتمام کرنا اور نقصان رساں اور اللہ کے غضب کو بلانے والی چیزوں سے سختی سے روکنا اور اس کی شدید خواہش کہ مسلمان راہ راست پر رہیں اور اپنے دین کو پیش آنے والے چیلنج (جو عقیدہ کو فاسد اور ان کے ایمان کو غارت کرے) کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہیں۔ چنانچہ مسیح دجال کے بارے میں روایتوں اور اس آزمائش کے بیان سے احادیث کے مجموعے بھرے ہوئے ہیں، کیا خدائے عزوجل کی نازل کردہ کتاب اور اس نبی سے جس کے بارے میں قرآن کہتا ہے کہ

"تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں" (التوبہ)

اس کی توقع ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی امت کو تاریکی اور دھندلکے اور تباہ کن جہالت و حیرت کی حالت میں چھوڑدے اور اس بڑے حادثہ اور عظیم واقعہ (نبوت جدیدہ) کی خبر نہ دے جو ان چیزوں سے کہیں مہتم بالشان تھی، جنہیں زبان نبوت نے ذکر کیا، اور سنت کے ذخیرے جن کی تفصیلات سے پر ہیں۔

ختم نبوت کے بارے میں صریح و صحیح اور متواتر احادیث

پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف قرآن کے بیانات ہی پر اکتفا نہیں کیا جو اس دین کے مکمل ہونے اور آپ پر سلسلہ نبوت کے ختم ہونے کے بارے میں اس طرح آئے ہیں کہ عربی سے واقف شخص کے لئے کسی شبہ کی گنجائش نہیں چھوڑتے جو فساد ذوق بدنیتی اور فتنہ پردازی کا شکار نہ ہو، بلکہ آپ نے امت کے لئے اس

www.abulhasanalinadwi.org

حقیقت کی وضاحت اس طرح فرمائی کہ کسی غلط فہمی کی گنجائش نہیں چھوڑی، اور نہ اس سے زیادہ شرح و تفصیل کا تصور ہو سکتا ہے۔

اس کے لئے آپ ؐ نے نہایت بلیغ اور دل نشیں مثالیں دیں۔ حدیث کی کتابیں ان روایات سے (جن کا مفہوم یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری رسول اور آخری نبی ہیں) بھری پڑی ہیں ہم یہاں صرف پانچ حدیثوں پر اکتفا کرتے ہیں جو صحاح میں وارد ہوئی ہیں تاکہ دیدہ بینا رکھنے والوں کے سامنے یہ حقیقت جلوہ صبح کی طرح روشن ہو جائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

"بنی اسرائیل کے نبی ان کے حاکم بھی ہوتے تھے اور جب کوئی نبی وفات پاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی لے لیتا، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں بلکہ میرے خلفاء ہوں گے۔

"نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور میرے سے پہلے کے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک خوبصورت گھر بنایا، لیکن اس کے کونے کی ایک اینٹ چھوڑ دی اور لوگ اسے گھوم گھوم کر دیکھتے، تعجب کرتے اور کہتے ہیں کہ یہاں پر یہ اینٹ کیوں چھوڑ دی گئی تو میں وہی اینٹ اور خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں کے ذریعہ فضیلت دی گئی ہے مجھے جامع کلمے عطا ہوئے ہیں، رعب وہیبت سے میری مدد کی گئی ہے، مال غنیمت میرے لئے حلال کیا گیا ہے اور زمین کو میرے لئے عبادت گاہ اور پاک کرنے والی چیز بنایا گیا ہے، میں تمام مخلوقات کی طرف بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر سلسلہ انبیاء کو مکمل کر دیا گیا ہے۔ (مسلم، ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، رسالت و نبوت منقطع ہو گئی تو میرے بعد نہ کوئی رسول ہو گا نہ کوئی نبی" (ترمذی)

جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میں محمد ؐ ہوں، میں احمد ہوں، اور میں محو کرنے والا ہوں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کفر کو محو کرے گا اور میں حاشر ہوں کہ اللہ لوگوں کو میرے بعد حشر کے موقع پر اٹھائے گا اور میں عاقب (بعد والا) ہوں جس کے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری

القادر پرنٹنگ پریس فون : ۴۴۳۲۴۳۸

www.abulhasanalinadwi.org